روزنامہ
الفضل ربوہ
خطبہ نمبر ۱
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
(ایڈیٹر): نسیم سیفی
جلد ۳۹/۷۴ | منگل ۲۳ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ ۳ صلح ۱۳۶۸ ہش ۳ جنوری ۱۹۸۹ء | نمبر ۳

دعا

"جو شخص مشکل اور مصیبت کے وقت خدا سے دعا کرتا اور اس سے حلِ مشکلات چاہتا ہے وہ بشرطیکہ دعا کو کمال تک پہنچاوے خدا تعالیٰ سے اطمینان اور حقیقی خوشحالی پاتا ہے۔ اور اگر بالفرض وہ مطلوب اس کو نہ ملے تب بھی کسی اور قسم کی تسلی اور سکینت خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو عنایت ہوتی ہے" (ایام صلح ص۷)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

مَیں چاہتا ہوں اور میری کوشش یہ ہے کہ سو سالہ جشن سے پہلے جماعت تقویٰ کے زیور سے مزیّن ہو جائے

تقویٰ اور محبتِ الٰہی ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اور دونوں باہم لازم و ملزوم ہیں

محبتِ الٰہی کے حصول کا آسان طریق یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے ارشادات سے صحیح رنگ میں استفادہ کیا جائے

آپؐ کے ارشادات اور تجربات پر **غور** کرنے سے سچی محبتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے جو عمل کو **دعوت** دیتی ہے

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ فرمودہ
۲۰ مارچ ۱۹۸۷ء بمقام بیت الفضل لندن

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے ....
.... فرمایا:

رُوحانی زندگی کا خلاصہ

"تقویٰ کا مضمون (دینِ حق۔ ناقل) کے ساتھ ایک ایسا تعلق رکھتا ہے کہ کسی اور مذہبی تعلیم میں یہ مضمون اس طرح گہری وابستگی اختیار کیے ہوئے دکھائی نہیں دیتا۔ بلکہ اگر آپ غور کریں تو عملاً فی الحقیقت (دینِ حق۔ ناقل) و تقویٰ اور تقویٰ و (دینِ حق۔ ناقل) ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ اسی لیے حضرت (بانیٔ سلسلہ) نے اپنے منظوم کلام میں (دینِ حق۔ ناقل) ہی کو تقویٰ قرار دیا ہے۔ قرآن کریم میں اوّل اور آخر یہ مضمون اس وسعت کیساتھ پھیلا ہوا ہے اور احادیث میں بھی اس شدّت سے اس پر زور دیا گیا ہے کہ گویا روحانی زندگی کا خلاصہ تقویٰ ہے جس کے بغیر کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

گزشتہ جمعہ میں مَیں نے بھی تقویٰ کی طرف توجّہ دلائی تھی۔

پھر مجھے خیال آیا کہ جماعت احمدیہ میں مختلف قوموں سے شامل ہونیوالے لوگ ہیں، اور یہ جماعت چونکہ ایک پھیلنے والی جماعت ہے اور ہر روز آگے بڑھ رہی ہے اور ہر سمت وسعت پذیر ہے، دن بدن نئی نئی قوموں اور نئے نئے مذاہب سے لوگ احمدیت میں داخل ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ موجودہ دَور میں اب ہمارے لیے یہ آسان ہو گیا ہے کہ کیسٹ کے ذریعہ اپنی آواز ایک ہفتے کے اندر اندر اُن تک پہنچا دیں خواہ وہ دنیا میں کہیں بھی موجود ہوں، اس لیے خطبات کو اب بہت اہمیت حاصل ہو گئی ہے۔

عالمی برادری وجود میں لانیوالی قدرِ مشترک

(دینِ حق۔ ناقل) ایک عالمی بھائی چارہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ قرآن کریم اسے اخوّۃ کا نام دیتا ہے یعنی ایمان لاتے والے اِخوۃ ہیں، آپس میں بھائیوں کی طرح ہیں۔ اس مضمون پر (قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ ثالث۔ ناقل)

Digitized By Khilafat Library Rabwah

نے بھی بہت توجہ فرمائی اور اس وحدتِ ملّی کو مدّنظر رکھتے ہوئے آپ نے اس بات پر زور دیا کہ آئندہ صد سالہ جشن منانے کیلئے اس طرف خصوصیت سے توجہ دی جائے کہ ایک عالمی برادری وجود میں آجائے جس کے نقش و نگار باہم ایک دوسرے سے اس طرح ملتے ہوں کہ ہر دیکھنے والے کو ایک ہی قوم دکھائی دے۔ لیکن یہ تب ہی ممکن ہے کہ تقویٰ سب میں قدرِ مشترک بن جائے کیونکہ تقویٰ کے سوا کوئی اور چیز اگر آپ قدرِ مشترک کے طور پر اختیار کرنا چاہیں گے تو اس سے کوئی اور عالمی برادری تو وجود میں آجائے گی لیکن (احمدیہ) عالمی برادری اس سے وجود میں نہیں آئے گی۔ ایک ہی چیز ہے جو ہر ایمان لانے والے کے درمیان ...... قدرِ مشترک ہے اور وہ تقویٰ ہے۔ اگر تقویٰ رنگ پکڑ جائے اور تقویٰ کا رنگ انسانی زندگی کے ہر پہلو پر غالب آجائے تو ہر دیکھنے والا ایسے متقیوں کو اپنے سے ایک الگ قوم کے طور پر دیکھے گا۔ رنگ و نسل کے جو دوسرے امتیاز ہیں وہ تقویٰ کے غلبے کے نتیجہ میں بالکل دب کر مٹتے چلے جائیں گے بلکہ مٹ جائیں گے اور ایک ایسی قوم وجود میں آئے گی جو دنیا نے پہلے نہ دیکھی ہوگی۔ دنیا والے حیرت سے یہ ماجرا دیکھیں گے کہ انہی میں سے خواہ وہ افریقہ کے بسنے والے ہوں یا ایشیا کے، یورپ میں رہنے والے ہوں یا امریکہ ہیں، کسی بھی خطۂ ارض سے تعلق رکھتے ہوں اُن سب سے نکل نکل کر کچھ لوگ احمدیت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایک جھنڈے تلے جمع ہوتے چلے جارہے ہیں اور سب میں ایک نئی قومیت اُبھر رہی ہے، نئی قومیت وجود پارہی ہے نئی قومیت نشوونما پاتی دکھائی دے رہی ہے یہاں تک کہ اُن کے رنگ ڈھنگ بالکل ایک جیسے ہوگئے ہیں۔

عالمی برادری کی قدرِ مشترک اور جماعت احمدیہ

یہ اللہ تعالےٰ کا فضل اور احسان ہے کہ یہ چیز جماعت احمدیہ میں کسی حد تک دکھائی دینے لگی ہے۔ چنانچہ وہ لوگ جن کو جماعت کے پس منظر کا کچھ علم نہیں، جماعت کے فلسفے کا کچھ علم نہیں، وہ بھی اس حقیقت کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ گزشتہ جلسہ سالانہ کے بعد امیگریشن کے افسروں کی طرف سے جو تبصرے موصول ہوئے ہیں اُن میں سب سے زیادہ اہم تبصرہ یہ تھا کہ احمدی عجیب سے لوگ ہیں۔ دنیا کے جس کونے سے بھی آتے ہیں ایک ہی قسم کے لوگ ہیں، ہم ان کو پہچان جاتے تھے۔ وہ ایک قسم کیا ہے؟ یہ کسی کو سمجھ نہیں آئی کہ افریقہ سے آنیوالے لوگوں کی، پاکستان سے آنے والے لوگوں کی، چین سے، امریکہ سے اور جاپان سے آنیوالوں کی، غرضیکہ مختلف ممالک سے آنے والے لوگوں کی ایک قوم کیسے بن سکتی ہے۔ آخر وہ کیا چیز ہے جس نے لوگوں کو ایک قوم بنا دیا ہے۔ حتیٰ کہ ایک غیر کو بھی دیکھتے ہی محسوس ہوا کہ ان میں ایک قدرِ مُشترک ہے۔ وہ یہ بات تو نہیں پہچان سکتا تھا کہ وہ قدرِ مُشترک کیا ہے؟ لیکن امرِ واقعہ یہ ہے کہ تقویٰ ہی وہ قدرِ مُشترک ہے جو جماعت احمدیہ کو دنیا کے سامنے ایک قوم کے طور پر پیش کر رہی ہے۔ لیکن اس کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ ابھی بہت ہی خلاء ہیں اور ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہماری ہر ادا پر تقویٰ کا رنگ غالب آگیا ہے کیونکہ جب کسی جماعت پر یہ رنگ غالب آجائے تو اسکا ایک طبعی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس جماعت کا دنیا (میں چھا جانا) ایک لازمی امر ہو جاتا ہے۔ پس اگر یہ واقعہ رونما ہو جائے یعنی جماعت احمدیہ کی ہر ادا پر تقویٰ غالب آجائے تو آسمان اور زمین اس بات پر گواہ ہو جائیں گے کہ آپ لازماً ساری دنیا پر (چھا جائیں گے) پھر دنیا کی کوئی طاقت آپ کو دنیا پر (چھا جانے سے) روک نہیں سکتی۔ (یہی بات ہے) جس سے دنیا کی بھلائی اور بہبود وابستہ ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ تقویٰ کے مختلف پہلوؤں پر وقتاً فوقتاً روشنی ڈالتا رہوں۔

تقویٰ اور اسکے دو اساسی پہلو

ایک بڑا اہم سوال یہ ہے کہ تقویٰ ہوتا کیا ہے اور یہ کیسے حاصل ہوتا ہے۔ سو اس کے متعلق کچھ تو میں گذشتہ کئی خطبات میں بیان کر چکا ہوں آج پھر میں تقویٰ کا مضمون بیان کرنا چاہتا ہوں اور بتانا چاہتا ہوں کہ تقویٰ کی دو ہی جڑیں ہیں ایک اللہ کی محبت ہے اور دوسرا اس کا خوف۔ اسلئے تقویٰ کا یہ ترجمہ کہ خدا سے ڈرنا چاہیئے کافی نہیں۔ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ تقویٰ کی اعلیٰ قسم اللہ تعالےٰ کی محبت میں پیوستہ ہوتی ہے اور اس کی ثانوی قسم خدا تعالےٰ کے خوف میں پیوستہ ہوتی ہے۔ جو قسم محبت الٰہی میں پیوستہ ہوتی ہے جب وہ نشوونما پاتی ہے تو اسی سے خوف کی ایک جڑ بھی نکلتی ہے۔ اسی طرح تقویٰ کی جو جڑ خوف میں پیوستہ ہوتی ہے جب وہ حقیقی معنوں میں نشوونما پاتی ہے تو اسی سے محبت کی جڑ بھی نکلتی ہے، اس طرح گویا تقویٰ کا مضمون مکمل ہو جاتا ہے۔ لیکن حقیقی اور نہایت اعلیٰ پایہ کا تقویٰ وہی ہے جسکا آغاز محبت سے ہو۔

تقویٰ سے مزین کرنیوالی محبت الٰہی کے حصول کا طریق

قرآن کریم نے بھی اسی تقویٰ کو جس کا آغاز محبت سے ہو سب سے اعلیٰ درجہ کا تقویٰ قرار دیا ہے۔ لیکن چونکہ اس مضمون کے بعض پہلو بڑے باریک ہیں اُن میں سے ہر ایک پہلو کو کھول کر بیان کرنے کے لئے بڑا لمبا وقت درکار ہے اس لئے آج میں مختصراً یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر تقویٰ محبت ہے تو یہ محبت حاصل کیسے ہو۔ جماعت میں چونکہ ہر مزاج کے لوگ پائے جاتے ہیں، ہر علمی سطح کے لوگ ہیں اور ان کی عقل و فہم کے معیار بھی الگ الگ ہیں اس لئے سوال یہ ہے کہ ان سب کو کس زبان میں سمجھایا جائے تاکہ اُنکو معلوم ہو جائے کہ خدا تعالےٰ سے محبت کیسے پیدا ہوتی ہے یعنی وہ محبت کیسے حاصل ہوتی ہے جو حقیقت میں تقویٰ ہی کا دوسرا نام ہے۔ ظاہر ہے ہر آدمی کو سمجھانے کے لئے الگ الگ زبان تو استعمال نہیں کی جاسکتی کیونکہ لاکھوں کی جماعت سے جب خطاب ہو رہا ہو تو کوئی ایسی ترکیب یا کوئی ایسا آسان اور سہل طریق ڈھونڈنا پڑتا ہے جو سب کے لئے قابلِ فہم ہو اور سارے اس سے اثر قبول کر سکیں۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

پس اس نقطۂ نظر سے جب میں نے اس مضمون پر غور کیا تو مجھے سب سے آسان رستہ یہی نظر آیا کہ میں ان لوگوں کی زبان میں بات کروں جنہوں نے خدا سے سب سے زیادہ محبت کی۔ اللہ تعالیٰ سے محبّت پیدا کرنے کا یہی آسان طریق ہے۔ چنانچہ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لوگوں میں یہ اعلان کر دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو یا محبت کرنا چاہتے ہو تو میرے پیچھے چلو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ غرض محبت الٰہی کے حصول کے جتنے بھی ذرائع سوچے جا سکتے ہیں ان میں سب سے زیادہ آسان ذریعہ یہی ہے کہ کسی ایسے آدمی کی زبان میں خدا کا ذکر کیا جائے جس نے خدا سے سچی محبت کی ہو۔ چنانچہ اس پہلو سے جب ہم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے ایسے ارشادات ملتے ہیں جن کو سُن کر اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے اور یہ وہ سچی محبت ہے جو عمل کو دعوت دیتی ہے۔ یہ کوئی فرضی محبت نہیں جس کے نتیجہ میں عمل پیدا نہ ہو۔ یہ ایسا مضمون ہے جو ان لوگوں کو بھی سمجھ آجاتا ہے جو صرف دنیا کی محبت پر غور کرتے ہیں۔ غالب کا یہ شعر اسی طرف اشارہ کرتا ہے ؎

ذکر اُس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا
بن گیا رقیب آخر، جو تھا رازداں اپنا

یعنی میں نے محبت میں کسی کو اپنا رازداں بنایا تھا لیکن اُس نہایت ہی حسین پری چہرہ کا ذکر ہو اور وہ بھی غالب کی زبان میں ہو تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سننے والا بھی اس پہ عاشق نہ ہو جائے چنانچہ غالب کہتا ہے وہ جسے میں نے اپنا رازداں بنایا تھا وہی میرا رقیب بن گیا۔ یہ تو محض دنیا کی محبت کا ذکر ہے جہاں تک محبت الٰہی کا تعلق ہے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ اللہ کا عاشق تو دُنیا میں کوئی سوچا ہی نہیں جا سکتا اور پھر خدا کی محبت کا ذکر بھی آپؐ کی زبان مبارک سے ہو جس کی فصاحت و بلاغت کا معیار قرآن کریم کے بعد سب سے بلند ہو تو اس سے لازماً سننے والوں کے دل میں بے اختیار اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ پھر اسی طرح خوف کا مضمون ہے یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک میں سننے کے لائق ہے۔ آپؐ نے اس مضمون پر جس اعلیٰ پیرایہ میں روشنی ڈالی ہے۔ اس سے حقیقی خوف کا علم اور احساس پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ حدیثوں میں آتا ہے بعض دفعہ خوف کے ذکر سے آپؐ کا سارا وجود کانپنے لگتا تھا.......... حضرت بانی سلسلہ نے خدا سے جس طرح والہانہ محبت کا اظہار فرمایا اور عشقِ الٰہی کا جو عمدہ نمونہ دکھایا اس کو آپ ہی کی زبان میں سُنتے ہوئے بھی ہر صاحب فراست اور ہر صاحب دل آدمی اس یقین سے بھر جاتا ہے کہ سچے عشق و محبت کے سوا یہ کلام جاری نہیں ہو سکتا یعنی یہ ایسا کلام ہے جو آگے سچا عشق پیدا کرتا ہے۔ یہ دل سے نکلتا ہے اور دل میں اثر کرتا ہے دل کی گہرائی میں ڈوب جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بخشش اور پکڑ کے خوف میں حسین توازن کی اثر انگیزی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کا مختلف رنگ میں ذکر فرمایا ہے۔ کبھی آپؐ نے اس کے جلال کا ذکر فرمایا ہے اور کبھی اس کے جمال کا۔ کبھی اسکی رحمت اور بخشش کا ذکر فرمایا ہے اور کبھی دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے قرب کے طریق سکھلائے ہیں۔ غرضیکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے جو عشق و محبت کا اظہار فرمایا ہے وہ زندگی کے ہر پہلو پر غالب ہے۔ زندگی کا کوئی ایسا پہلو نہیں ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب صافی کے آئینہ میں خدا دکھائی نہ دے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت۔ صحیح بخاری کتاب التوحید میں ہے وہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی طرف سے ہمیں یہ بات بتائی۔ ضمناً میں یہ بتادوں جب یہ کہا جائے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات بتائی اور واضح فرمادیا کہ مجھے خدا نے یہ بات بتائی ہے تو چونکہ روایت خدا تک جا پہنچتی ہے اس لئے ایسی حدیث کو حدیث قدسی کہا جاتا ہے۔ حضرت ابوہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے میرا بندہ گناہ کرتا ہے اور پھر دعا مانگتا ہے اے اللہ! میرے گناہ بخش دے۔ اس پر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے میرے بندہ نے ناسمجھی سے گناہ تو کیا لیکن اس کے علم میں ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہوں کو بخشتا ہے اور چاہے تو گرفت بھی فرماتا ہے۔ پھر میرا بندہ توبہ توڑ دیتا ہے اور گناہ کرنے لگ جاتا ہے پھر نادم ہو کر کہتا ہے اے میرے رب! میرا گناہ بخش دے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے گناہ کیا لیکن وہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے وہ گناہوں کو معاف بھی فرماتا ہے اور گرفت بھی فرماتا ہے۔ پھر بندہ توبہ توڑ دیتا ہے اور گناہ کرتا ہے لیکن نادم ہو کر دُعا مانگتا ہے کہ اے میرے رب میرا گناہ بخش دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ ہے جو جانتا ہے کہ میرا ایک رب ہے اور وہ گناہ بخشتا ہے میرا بندہ کمزور ہے وہ اپنے پر قابو نہیں رکھ سکتا غلطی کر بیٹھتا ہے لیکن اگر وہ نادم ہو کر توبہ کرے تو میں اسکے گناہ بخش دوں گا۔

دیکھیں اس مضمون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی سادہ زبان میں بیان فرمایا ہے۔ بندہ کا گناہ کرنے کے بعد اللہ سے بخشش مانگنے کا جو تعلق قائم ہوتا ہے اُسے کیسے پیارے انداز میں بیان فرمایا گیا ہے۔ بار بار دیکھنے کے باوجود کہ ایک انسان گناہ گار ہے پھر بھی خدا تعالےٰ کی بخشش کا اس رنگ میں ذکر ہے کہ جوں جوں آپ یہ بات سُنتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں دل میں اللہ تعالےٰ کی محبت اَور زیادہ بڑھتی چلی جاتی ہے لیکن گناہ کی محبت نہیں بڑھتی۔ یہ وہ انداز ہے جو عارف باللہ کے سوا کسی اَور کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ حقیقی بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں بھی بخشش کا مضمون بیان فرمایا ہے اس کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ کی محبت کے لئے دل تو نرم ہو جاتا ہے، بخشش کی امید تو پیدا ہوتی ہے لیکن گناہوں کی محبت دل میں پیدا نہیں ہوتی۔ ورنہ اگر بخشش کا مضمون ساتھ ہی گناہوں کی محبت بھی پیدا کر دے یا اُن پر دلیری پیدا کر دے تو پھر وہ بخشش کا مضمون نہیں رہتا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر بخشش کا جو مضمون بیان فرمایا ہے اس میں اس توازن کو قائم فرمایا اور ایسے حیرت انگیز طریق پر توازن قائم فرمایا کہ خدا کی بخشش سامنے دکھائی دینے لگتی ہے لیکن ساتھ ہی اسکی پکڑ کا خوف بھی دل پر طاری ہو جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی ایک اور روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ کے کچھ بزرگ فرشتے گھومتے رہتے ہیں اُنہیں ذکر کی مجالس کی تلاش رہتی ہے۔ جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو تو وہ وہاں بیٹھ جاتے ہیں اور پَروں سے اس کو ڈھانپ لیتے ہیں ساری فضا ان کے سایہ برکت سے معمور ہو جاتی ہے ۔ جب لوگ اس مجلس سے اُٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں ۔ وہاں اللہ تعالیٰ ان سے پُوچھتا ہے (حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے) کہاں سے آئے ہو ۔ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح کر رہے تھے ، تیری بڑائی بیان کر رہے تھے ، تیری عبادت میں مصروف تھے ، تیری حمد و ثنا میں رطب اللسان تھے اور تجھ سے دعائیں مانگ رہے تھے ۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں ؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ اس پر فرماتا ہے کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے ؟ فرشتے کہتے ہیں اے ہمارے رب ! انہوں نے تو تیری جنت دیکھی نہیں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کی کیا کیفیت ہوگی اگر وہ میری جنت دیکھ لیں ۔ پھر فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تیری پناہ چاہتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کس چیز سے میری پناہ چاہتے ہیں فرشتے جواب دیتے ہیں وہ تیری آگ سے پناہ چاہتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے ۔ فرشتے جواباً عرض کرتے ہیں انہوں نے تو دیکھی نہیں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُن کا کیا حال ہو اگر وہ میری آگ کو دیکھ لیں ۔ پھر فرشتے کہتے ہیں وہ تیری بخشش طلب کرتے تھے ۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے انہیں بخش دیا اور انہیں وہ سب کچھ دیا جو انہوں نے مجھ سے مانگا اور میں نے انکو اس سے پناہ دی جس سے انہوں نے میری پناہ مانگی ۔ اس پر فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ! اُن میں فلاں غلط کار شخص بھی تھا جو وہاں سے گذرا تو اُن کو ذکر کرتے ہوئے دیکھ کر تماش بین کے طور پر ان میں بیٹھ گیا ۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کو بھی بخش دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ اُن کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم اور بدبخت نہیں رہتا ۔ (مسلم باب فضل مجلس ذکر)

یہ کیسا حسین توازن ہے ان دو چیزوں کے درمیان اور آپ نے اسے کیسے پیار سے بیان فرمایا ہے ۔ جس طرح کوئی آدمی بچے کو لوریاں دے رہا ہوتا ہے اس طرح حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کا ذکر فرماتے ہیں ۔

محبت الٰہی میں مستغرق ہوئے بغیر قیام جماعت کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا

پس میں احباب جماعت سے یہ کہتا ہوں کہ آپ کو اسکے مطابق بننا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساری دنیا کو پناہ دینے کے لئے قائم فرمایا ہے ۔ وہ فرشتے جو اپنے پَروں کے نیچے دوسروں کو لے لیتے ہیں آپ کو وہ فرشتے بننا پڑیگا ۔ اور ایسے لوگ بننا پڑیگا جنکے ساتھ بیٹھنے والے بھی بد نصیب نہیں رہا کرتے ۔ ساری دنیا کو امن دینا اور سکون عطا کرنا اور طمانیت بخشنا اور اسے خدا کی رحمت تلے لے آنا بہت عظیم الشان کام ہے ۔ اس کا سوائے اس کے کہ آپ خدا کی محبت میں ڈوب جائیں اور کوئی حل نہیں ہے ۔ آپ خدا کا ذکر اس رنگ میں کریں کہ جس پر خدا کی نظر پڑتی ہے ۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے پیار کا جو مضمون کھولا ہے اس میں یہ بات بہت ہی پیاری اور دلنشیں ہے کہ اللہ کو پتہ ہے دنیا میں کیا ہو رہا ہے ، اللہ خوب جانتا ہے کہ اس کے بندے کیا کیا باتیں کر رہے تھے ، ان پر کیا گذری ، ان کے دل کے اندر کیا تھا ، لیکن پھر بھی وہ فرشتوں سے اُن کے بارہ میں پوچھتا ہے ۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کو اپنے بندوں سے کتنی محبت ہے ۔ مضمون کی یہ طرز بتا رہی ہے کہ خدا کو جب تک اپنے بندوں سے پیار نہ ہو وہ اس قسم کی بات کر نہیں سکتا ۔ دیکھیں ہمیں اپنی روزمرہ کی زندگی میں کئی تجربے ہوتے ہیں ۔ بسا اوقات کسی بچے سے پیار ہوتا ہے ، کسی دوست سے تعلق ہوتا ہے ، بیوی کو خاوند سے اور خاوند کو بیوی سے تعلق ہوتا ہے ۔ بہن کو بھائی سے اور بھائی کو بہن سے تعلق ہوتا ہے اور وہ ایک دوسرے کی طرف کھنچے رہتے ہیں جب بھی کوئی اس دیس سے آتا ہے جہاں اس کا پیارا رہتا ہو تو انسان اُن باتوں کے علم کے باوجود جو وہاں ہو رہی ہوتی ہیں بار بار پُوچھتا ہے وہ کیا کر رہے تھے ، کیسے تھے ، کیا حال تھا ۔ بعض دفعہ ایک بات سننے کے باوجود پھر دُہراتا ہے اور پھر سُننے کے باوجود پھر سوال دہراتا ہے ۔ پس یہ خالص محبت کی ادا ہے جس کی طرف حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر اشارہ فرما دیا کہ خدا کو علم تو ہے کہ کیا تھا اور کیا ہو رہا تھا لیکن وہ اس ذکر میں لذت پاتا ہے کہ میرے کچھ بندے اس طرح بیٹھے ہوئے میرا ذکر کر رہے ہوں ، مجھ سے پیار کا اظہار کر رہے ہوں ۔ پس اگر خدا اپنے بندوں اور غلاموں کے طور پر آپ سے پیار کرتا ہے تو خدا سے پیار کرنے کا اس سے بڑھ کر اور کوئی محرک نہیں ہو سکتا ۔

محبت الٰہی محبت ہی کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے

حقیقت یہ ہے کہ کسی سے محبت پیدا کرنے کیلئے سب سے زیادہ قوی محرک حُسن ہوتا ہے اور پھر اس کے بعد محبت ہوتی ہے ۔ خالی حُسن اگر محبت پیدا کرتا بھی ہے تو وہ مستقل حیثیت کی محبت نہیں ہوتی ۔ جو محبت سب سے زیادہ گہری ہوتی ہے اور سب سے زیادہ قوی ہوتی ہے وہ محبت ہی کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کی طرف اشارہ فرما دیا کہ تم تو ان خوش نصیبوں میں سے ہو جن سے خدا پیار کرتا ہے اور اُن سے پیار کے نتیجہ میں اُن کی باتیں پُوچھتا ہے ، ان کا ذکر کرنا پسند فرماتا ہے ۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مضمون کو آگے بڑھاتے ہیں فرماتے ہیں خدا تعالیٰ کو اپنے بندہ کی پاک تبدیلی سے جو لُطف آتا ہے اور جو حظّ محسوس ہوتا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے اس کا ایک کھویا ہوا بندہ اُسے واپس مل گیا ہو ۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مضمون کو کھول کر بیان کرنے کے لئے ایک مسافر اور اس کی گمشدہ اونٹنی کی مثال دیتے ہیں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی توبہ پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جس کو کوئی حادثہ پیش آ گیا ہو جنگل بیابان میں اسکی اونٹنی گم ہو گئی ہو اور پھر اچانک وہ مل جائے ۔

اب جنگل بیابان خصوصاً عرب کے ریگستانوں میں جہاں درجہ حرارت دن کے وقت ۱۴۰ درجے تک پہنچ جاتا ہے اس صحرا کا تصور باندھیں اور اس میں ایک مسافر کو دیکھیں جو کسی درخت کی چھاؤں تلے ستانے کے لئے تھوڑی دیر ٹھہرا ہو اُس کی آنکھ لگ جائے ۔ جب اُس کی آنکھ کھلے تو پتہ لگے کہ اسکی اونٹنی مع سازوسامان یعنی پانی اور کھانا وغیرہ کے ساتھ غائب ہو گئی ہے ۔ اسوقت اس کی کیسی حالت ہوگی ۔ فرمایا وہ اسی پریشانی کی حالت میں لیٹ جائے اور اسے نیند کا جھونکا آ جائے پھر جب اچانک اس کی آنکھ کھلے تو وہ دیکھے کہ

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اس کی اونٹنی پاس کھڑی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ شخص اس اونٹنی کو دیکھ کر جتنی خوشی اور لطف محسوس کرتا ہے اس سے زیادہ خوشی اللہ تعالےٰ کو اس وقت ہوتی ہے جب اس کا بندہ اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے۔ اب دیکھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ ذکر سن کر کون ہے جو اپنے رب کا عاشق نہ ہو۔ حیرت ہے خدا تعالےٰ خالق و مالک ہے اس کے سامنے ایک انسان کی اور پھر ایک گنہگار انسان کی حیثیت ہی کیا ہے۔ انسان تو بالکل ایک ذرہ لاشیٔ ہے مگر اس کے متعلق خدا تعالےٰ کی یہ طلب اور یہ انتظار کہ وہ توبہ کرکے واپس آجائے کتنا حیرت انگیز مضمون ہے اور عشق کا کتنا گہرا مضمون ہے۔ اس مضمون کے بعد پھر وہ حدیثیں گناہ پر جرأت کیسے دلا سکتی ہیں جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اس کا بندہ توبہ کرتا ہے پھر گناہ کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کو معاف فرما دیتا ہے۔ کہاں معافی اور کہاں یہ کہ خدا منتظر ہوتا ہے کہ اس کا بندہ توبہ کرکے ہمیشہ کے لئے اسکی گود میں آجائے۔ ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اس لئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جہاں گنہگاروں کے لئے امید کی ایک کھڑکی کھولتے تھے اور امید کی ایک کرن اُن کے دلوں میں روشن کرتے تھے وہاں اس پیار اور رحمت کے نتیجہ میں امید کا ایک دروازہ کھل جایا کرتا تھا۔ یہ کھڑکی ہمیشہ کھلتی رہیگی اور یہ دروازے ہمیشہ کھلتے رہیں گے۔ لیکن ساتھ ہی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ایک عجیب شان یہ بھی ہے کہ اس بخشش کی اُمید دلانے کے باوجود آپ نے گناہ پر جُرأت نہیں دلائی۔ پس ان سب باتوں کا آخری ماحصل یہ ہے کہ انسان گناہ سے دل اُچاٹ کر بیٹھتا ہے گناہ کی اس کے سامنے کوئی حقیقت باقی نہیں رہتی، اس میں کوئی لُطف نہیں رہتا۔ خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کا لُطف و کرم رفتہ رفتہ اس کے دل پر غالب آتے چلے جاتے ہیں۔

وہ سمندر جس میں غوطہ لگانے سے محبّتِ الٰہی کا لُطف آتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کی محبت اور رحمت کے حصول کے لئے مختلف ذرائع سے جو تمنا دلوں میں پیدا کی ہے وہ بھی ایک بڑا وسیع مضمون ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ربّ کی بخشش اور روزِ جزاء کا ایسے رنگ میں ذکر فرماتے ہیں کہ اس کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ کی رحمت کے حصول کی تمنا بے اختیار دل میں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ پھر بعض دفعہ خدا تعالےٰ کی ہیبت کا آپؐ نے اس رنگ میں تصوّر باندھا ہے کہ گناہ کا جو رہا سہا جذبہ یا لذّت باقی رہ جاتی ہے وہ بھی اس ہیبت کے نیچے آکے بالکل جل کے خاکستر ہو جاتی ہے لیکن یہ تبھی ہو سکتا ہے جب حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا بار بار مطالعہ کیا جائے۔ آپؐ کی سیرت طیبہ پر غور کیا جائے آپؐ کے ارشادات میں ڈوب کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تجارب سے فائدہ اٹھایا جائے۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں ڈوب کر آپؐ کے تجارب سے فائدہ اٹھایا جائے تو یہ اس لئے کہتا ہوں کہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بھی ارشاد نہیں ہے جو تجربے پر مبنی نہ ہو۔ عام انسانوں کی جو باتیں ہیں ان میں ایک بھاری حصہ سماعی ہوتا ہے مثلاً نیک لوگوں سے باتیں سُنی ہوتی ہیں، صاحب تجربہ لوگوں سے باتیں سُنی ہوتی ہیں، بعض لوگ اس نتیجہ میں مجلسیں سجاتے ہیں بہت مزے سے اور بڑے پُر لطف طریق سے سجاتے ہیں لیکن آپ غور کریں (اُن کے دل کا حال تو خدا بہتر جانتا ہے لیکن) بسا اوقات معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی اکثر باتیں کھوکھلی ہوتی ہیں اور دوسروں سے سُنی سنائی باتوں پر مشتمل ہوتی ہیں، ان میں ذاتی تجربے کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور دوسروں کے کلام میں یہ ایک نمایاں فرق ہے کہ آپؐ کا کلام تجربے پر مشتمل ہے جب کہ دوسروں کا سماعی ہوتا ہے۔ پس دوست جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سُنتے ہیں تو یہ بات ان کے پیشِ نظر رہنی چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہیں اس کا لطف سماعی نہیں ہونا چاہیئے، اس کا لطف صرف ذہنی نہیں ہونا چاہیئے بلکہ اس کے اندر ڈوب کر آپؐ کے تجربے سے لذت پانی چاہیئے اور اس تجربے کی لگن دل میں پیدا ہونی چاہیئے تاکہ ہم بھی اُن رستوں پر چلیں جن رستوں کی یہ خوبصورت فضا ہے، ہم بھی اس سمندر میں غوطہ لگائیں جس سمندر میں غوطہ لگا کر خدا کی محبت کا لُطف آتا ہے۔ غرض یہ وہ مضمون ہے جس کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر غور کرتے رہنا چاہیئے۔

آنحضرتؐ کا ایک پُر حکمت پیغام

ایک اور مشہور حدیث ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس دن اللہ تعالےٰ کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا اس دن اللہ تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دے گا۔ ایک امام عادل یعنی وہ شخص جسے خدا نے امام بنایا ہو یا دُنیا کی سرداری دی ہو اور وہ عدل سے کام لے دوسرے وہ نوجوان جس نے اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتے ہوئے جوانی بسر کی ہو۔ اب دیکھیں ان سب جوڑوں میں آپ کو ایک خاص حکمت کی بات نظر آئے گی۔ یہ کوئی اتفاقاً جوڑ نہیں بنائے گئے۔ اس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر کلام اور آپؐ کے کلام کا ہر حصہ گہری حکمتوں پر مبنی ہوتا تھا۔ آپؐ نے امام عادل کے متعلق جو فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ دُنیا میں جو آدمی امام بن جائے یا حاکم بن جائے وہ اگر عدل نہ کرے تو اُسے دنیا میں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا اس لئے اگر ایسا شخص عدل کرتا ہے تو اسکے عدل کا وہ مقام اور مرتبہ نہیں ہوتا جو اُس شخص کا ہوتا ہے جس کے اوپر انسانوں میں سے کوئی اسے پُوچھنے والا ہو۔ ایسے شخص کے عدل کا اللہ تعالیٰ کی نظر میں ایک خاص مقام پیدا ہو جاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسے عادل شخص سے رحمت کا خاص سلوک فرمائے گا۔ یہ گویا حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پُر حکمت پیغام ہے۔

پھر اکثر بوڑھوں کو آپ عبادت کرتے ہوئے دیکھیں گے۔ کیونکہ دنیا کی اکثر لذتیں ان کے لئے ویسے ہی ختم ہو چکی ہوتی ہیں اس لئے وہ سوچتے ہیں کہ خالی بیٹھ کے جو بور ہونا ہے اور بقیہ زندگی بڑے کڑے حال میں جو گزارنی ہے تو کیوں نہ پھر عبادت ہی کی جائے تو وہ کہتے ہیں

Digitized By Khilafat Library Rabwah

دم واپسیں برسرراہ ہے
عزیزو اب اللہ ہی اللہ ہے

یعنی خدا صرف واپسی کے لئے رہ گیا ہے۔ اس سے پہلے خدا کا کوئی ذکر ہی نہیں تھا۔ خدا کو یاد رکھنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی مضمون کو کھولتے ہوئے فرماتے ہیں دم واپسیں کے احساس پر اللہ تو کوئی حقیقت نہیں رکھتا، خدا تو آغاز سفر کا خدا ہے اگر تم اُس وقت اس کے دامن کو پکڑو گے یعنی اس کے احکام کی پیروی کرو گے تو وہ تمہیں پھر واپسی کے وقت تک کبھی نہیں چھوڑے گا، پھر تمہارا دمِ واپسیں مقبول ہو گا۔ اس لئے وہ لوگ جو جوانی میں خدا کی عبادت کے گُر سیکھتے ہیں اور خدا کی عبادت بجا لاتے ہیں اور وفا کے ساتھ اس عبادت پر قائم رہتے ہیں دم واپسیں تو کیا خدا قیامت کے دن تک ان کو یاد رکھتا ہے اور اُس وقت جب کوئی اَور سایہ میسّر نہیں آئے گا خدا اپنی رحمت کے سایہ میں اُن کو جگہ دے گا۔ یہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز نصیحت ہے جس کے ذریعہ آپؐ گھونٹ گھونٹ اور جرعہ جرعہ اللہ تعالیٰ کی محبت پلائے چلے جاتے ہیں۔

بیت الذکر کیساتھ دل لگانے کی انقلاب انگیز تاثیر

پھر فرماتے ہیں تیرے وہ آدمی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ تلے آرام پائے گا جس کا دل (بیت الذکر۔ ناقل) کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ (بیوت الذکر۔ ناقل) کے ساتھ دل لگانے کے متعلق حدیثوں کا مطالعہ کریں تو بسا اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہی روایتیں آتی ہیں۔ آپؐ اپنا ذکر فرماتے ہیں لیکن نام نہیں لیتے مگر جس طرح کہتے ہیں کوئی پکڑا گیا اس طرح پیار اور عشق کے انداز میں بھی آپ کہہ سکتے ہیں کہ بعض جگہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکسار یا دُنیا کی نظر سے چھپنا، عیاں ہوتا ہے۔ چنانچہ ہمیں کثرت سے ایسی احادیث ملتی ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ذکر ملتا ہے کہ آپؐ کا دل ہر وقت مسجد میں اٹکا رہتا تھا۔ حضرت (بانی سلسلہ۔ ناقل) نے بھی آپؐ سے یہی گُر سیکھا۔ آپ کے متعلق بھی ہمیں پتہ چلتا ہے کہ بچپن ہی سے (بیت الذکر ناقل) سے ایسا تعلق تھا کہ خدا کی عبادت کرتے کرتے بسا اوقات اسی صف پر نیند آگئی تو جب (بیت الذکر۔ ناقل) کا خادم صف لپیٹتا تھا تو آپ کو بھی بعض دفعہ بیچ میں لپیٹ دیا کرتا تھا۔ پس عبادت کے بعد (بیت الذکر۔ ناقل) کا ذکر کیوں فرمایا؟ کیا جوانی کی عبادت کا ذکر کافی نہیں تھا؟ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ عبادت کی حفاظت اور اس کے قیام کے لئے (بیوت الذکر۔ ناقل) کی آبادی بہت بڑا مقام رکھتی ہے۔ اگر (بیوت الذکر۔ ناقل) نہ ہوتیں تو .... عبادت کبھی کی مٹ چکی ہوتی۔ اسی لئے صرف (دینِ حق۔ ناقل) ہی میں نہیں دنیا کے ہر مذہب میں ایک خاص عبادت گھر کا تصور قائم فرمایا گیا ہے۔ پس دنیا کا کوئی بھی ایسا مذہب نہیں جہاں عبادت کا مضمون تو نظر آتا ہو لیکن عبادت خانہ نظر نہ آتا ہو۔ حالانکہ عبادت تو گھروں میں بھی ہو سکتی ہے، جنگلوں میں بھی ہو سکتی ہے اور شہروں میں بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کے علاوہ جب مساجد کا ذکر فرمایا تو اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی کہ عبادت کرنے والے بعض ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کی جوانی گو عبادتوں میں کٹی ہے لیکن مساجد کے ساتھ اُن کا تعلق نہیں رہا ہو گا۔ بعض لوگ ایسی جگہ پیدا ہوتے ہیں جہاں اُن کو مسجد میسّر ہی نہیں آتی۔ بعض لوگ ویسے ہی جنگلوں اور بیابانوں میں رہنے والے ہوتے ہیں۔ فرمایا خدا اُن کو بھی نہیں بھولتا ان کی عبادتوں پر بھی نظر فرماتا ہے لیکن عبادت میں (مسلمانوں میں) معراج کے حصول کا تعلق مساجد سے ہے۔ مسجدوں میں (جو عبادت کی جاتی ہے وہ سب سے اعلیٰ عبادت ہوتی ہے اسی لئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کا الگ ذکر فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا وہ شخص جس کا دل مسجدوں کے ساتھ اٹکا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے کبھی نہیں بھولتا قیامت کے دن جب اور کوئی سایہ میسّر نہیں ہو گا اس وقت خدا اپنی رحمت کے سایہ میں اُسے جگہ دے گا۔

محبت اور بغض کا خالصۃً للہ اظہار

پھر فرمایا چوتھے وہ دو آدمی جو اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ وہ اسی کی خاطر آپس میں متحد ہوتے ہیں اور اسی کی خاطر ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں۔ اگرچہ محبت کا مضمون تو دنیا میں ہر جگہ پھیلا ہوا ہے محبت کے تعلق کے بغیر انسانی زندگی کا کوئی تصور ہی نہیں ہے بلکہ حیوانی زندگی کا بھی کوئی تصور نہیں لیکن یہ کہنا کہ آپس کے تعلقات خدا کی محبت کے نتیجہ میں پیدا ہوں جہاں تک میرا علم ہے کسی اَور مذہب میں اس مضمون کو اس طرح بیان نہیں کیا گیا۔ ممکن ہے مخفی طور پر اشارے تو ملتے ہوں لیکن جس شان اور وضاحت کے ساتھ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مضمون بیان فرمایا ہے کسی اَور نے بیان نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا .... کہ اللہ کے نام پر اللہ کی خاطر محبت کرنا اور اسی کی خاطر بُغض کرنا چاہیئے اور اپنے نفس کو اس میں سے مٹا دینا چاہیئے۔ یہ ایک بہت ہی اعلیٰ درجہ کی محبت ہے جو انسانی محبتوں میں بہت کم دکھائی دیتی ہے۔ اگر یہ محبت ہماری روزمرہ زندگی کا حصہ بن جائے یا ہماری محبتوں پر غالب آ جائے تو اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک ایسی جنّت پیدا ہو سکتی ہے جس کا دوسری قومیں محض اخروی زندگی میں تصوّر باندھتی ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر عمل کرے .... تو حقیقت یہ ہے کہ یہی دنیا ہمارے لئے جنّت نشان اور امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔

یہ ایک مشکل مضمون ہے اسی لئے حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خاص طور پر چُنا ہے۔ ہماری اکثر محبتیں جن کو ہم خدا کے لئے کہتے ہیں ان کا اگر آپ تجزیہ کریں تو پتہ لگے گا کہ اپنی محبت تھی نام ہم نے خدا کی محبت رکھ دیا تھا۔ اس لئے یہ ایک خطرہ کی گھنٹی ہے۔ اس ہدایت کے پیشِ نظر آپ اپنی محبتوں کا تجزیہ کرنا شروع کریں تو آپ حیران ہوں گے کہ شاذ کے طور پر آپ کی محبت خالصۃً للہ ہوتی ہے ورنہ اکثر محبتیں اپنی ذات سے متعلق ہوتی ہیں اور اُن محبّتوں کو آپ خدا کی محبت قرار دے رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک امیر جماعت ہے آپ اس کی اطاعت کرتے ہیں اور اُس سے پیار کرتے ہیں اس سے تعلق رکھتے ہیں لیکن لوگ اس معاملہ میں آپ کو غلطی سے خدا کی محبت کی خاطر محبت کرنے والا سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ بظاہر تو یہی نظر آتا ہے کہ ایک جماعت کا امیر ہے، آپ کا اس سے تعلق ہے، اس کی فرمانبرداری میں آپ جماعت

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کی خدمت کر رہے ہیں تو اس سے زیادہ اَور کیا ثبوت ہوگا کہ آپ کو خدا سے محبت ہے اور آپ خدا کی محبت کی خاطر اس سے محبت کر رہے ہیں۔ لیکن اگلے سال انتخاب ہوتا ہے اور وہ امیر بدل جاتا ہے۔ ایک اور آدمی امیر بن جاتا ہے جسے آپ اپنے سے ادنیٰ سمجھ رہے ہیں۔ جس کی عادات آپ کو پسند نہیں ہیں۔ تو اچانک آپ اس کے خلاف پراپیگنڈہ شروع کر دیتے ہیں، کہتے ہیں یہ ایسا نہیں ویسا نہیں، پہلا امیر کہاں اور یہ امیر کہاں، اس میں تو وہ خصلتیں ہی نہیں جس کے نتیجہ میں انسان اس کی پیروی کرے جب آپ اس قسم کا رویہ اختیار کرتے ہیں تو وہیں آپ کی محبت کا بھانڈا پھُوٹ جاتا ہے۔ وہیں پتہ چل جاتا ہے کہ جتنے سال بھی آپ نے اُس امیر سے محبت کی اس کی اطاعت کی اور اُس کی خاطر جماعت کی خدمت کی وہ ساری محبت دراصل آپ کے اپنے نفس کی محبت تھی، خدا کی محبت کا اس میں کوئی بھی دخل نہیں تھا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد کے پیچھے ایک بہت ہی وسیع مضمون پوشیدہ ہوتا ہے۔ جب تک آپ اس میں ڈوب کر اور اس کی گہرائی میں اتر کر اس کی حقیقت معلوم نہیں کرتے اس وقت تک آپ کو یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی منشاء کیا ہے۔ اسی لئے میں جماعت پر یہ زور دیتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سنکر احباب آپؐ کے تجارب کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کریں۔ جب تک آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر پوری توجہ سے غور نہیں کریں گے اُس وقت تک آپ ان سے پورے طور پر مستفید نہیں ہو سکتے۔ یہ کسی عام آدمی کا کلام تو ہے نہیں کہ سطحی طور پر غور کرنے سے آپ کو اس کی سمجھ آجائے۔ اس لئے جب تک آپ پوری توجہ کے ساتھ اس پر غور نہیں کریں گے اُس وقت تک پہلے تو آپ کو اس کا مضمون ہی سمجھ نہیں آئے گا اور اگر سمجھ آگیا تو پھر اگلا مرحلہ یہ ہے کہ اس مضمون کو اپنی زندگی میں جاری کیا جائے۔ بعض دفعہ یہ کام اتنا مشکل ہو جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک چھوٹے سے ارشاد کو بھی انسان اپنی زندگی میں جاری کرتے ہوئے دقتیں محسوس کرتا ہے۔ بڑے وسیع تجربے کے بعد میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ابھی تک ہماری جماعتیں تقویٰ کے اس معیار پر پوری نہیں اُترتیں۔ ایسی جماعتیں بہت شاذ کے طور پر ہیں جن کے متعلق پُورا اطمینان ہو کہ اُن کی محبت اور بُغض کا اظہار خالصۃً لِلّٰہ ہے۔ بہت سی جماعتیں ایسی ہیں جن میں ایک ایسا عنصر ہر وقت موجود رہتا ہے جن کی محبت کبھی کبھی بظاہر خدا کی محبت دکھائی دے رہی ہوتی ہے لیکن کسی اَور موقع پر اُن کی محبت کا بھانڈا پھوٹ جاتا ہے یا ان کی محبت کا راز کھل جاتا ہے۔ اُس وقت معلوم ہوتا ہے کہ ان کی محبت تو انسانی محبت تھی یونہی خدا کے نام پر چل رہی تھی۔ اگر جماعت اس مضمون کو سمجھ جائے تو دنیا میں ایسا حیرت انگیز مضبوط نظام اُبھر سکتا ہے جس میں کوئی دشمن کبھی رخنہ نہیں ڈال سکتا۔ بظاہر یہ چھوٹی سی بات ہے کہ خدا کی خاطر کسی سے محبت کی جائے لیکن اس چھوٹی سی بات کے اندر بھی روحانی قوموں کی زندگی اور ان کی بقاء کا راز مضمر ہے۔

یوسفی شان کا خلاصہ

پھر فرمایا پانچویں وہ پاکباز مرد بھی قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سایہ میں جگہ پائے گا جس کو کسی خوبصورت اور با اقتدار عورت نے بدی کی طرف بلایا ہو لیکن اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ عام حالات میں حُسن کی کشش کا مقابلہ کرنا ایک بڑا ہی مشکل کام ہوتا ہے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان دیکھیں آپؐ نے اسکے ساتھ با اقتدار کا لفظ داخل فرما دیا۔ با اقتدار عورت تو اگر بدصورت بھی ہو تب بھی انسانی فطرت یہ ہے کہ انسان اس سے تعلق باندھنے کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے۔ بعض دفعہ اعلیٰ نسب کی خاطر نہایت ہی منحوس اور بدصورت عورتوں کو بھی انسان قبول کر لیتا ہے یہ سمجھ کر کہ خاندان اُونچا ہے مقام اونچا ہے مرتبہ اونچا ہے۔ اب دیکھیں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آزمائش کے مقام کو کہاں تک پہنچا دیا ہے۔ فرمایا حسین عورت ہو اور پھر با اقتدار بھی ہو وہ دعوتِ گناہ دے رہی ہو اور پھر انسان کہے کہ نہیں مَیں نے یہ کام نہیں کرنا ایسے شخص کو بھی پھر خدا کبھی نہیں بھُولتا اور قیامت کے دن اُس پر خدا کی رحمت کا سایہ ہوگا۔

اس حدیث کے اس حصہ میں ایک چھوٹے سے فقرے میں دراصل قرآن کریم کی سورۃ یوسف کا خلاصہ بیان فرما دیا ہے۔ اس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی نیکی کی رُوح بیان کر دی ہے۔ عام لوگ اس بات کو نہیں سمجھ سکتے کہ کیوں خدا تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اتنا عظیم الشان مقام عطا فرمایا کہ قرآن کریم میں ہمیشہ ہمیش کے لئے ان کے نام کی ایک سورۃ نازل فرما دی جس میں ان کے واقعہ کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ یہ احسن القصص (خوبصورت ترین بیان) ہے دراصل حضرت یوسف علیہ السلام کی اس آزمائش میں یہی دو باتیں اکٹھی ہو گئی تھیں یعنی حُسن بھی اپنے عروج پر تھا اور اُس شخص کو اور اس کی بیوی کو قوت و اقتدار بھی حاصل تھا۔ چنانچہ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے کہنے پر سارے شہر کی معزز عورتیں حاضر ہوئیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض ایک عام افسر کی بیوی نہیں تھی بلکہ با اقتدار بیوی تھی۔ بعض عورتیں اپنے افسر خاوندوں کے ذریعہ حکومت کر رہی ہوتی ہیں اس سے اُن کی شان اَور بھی بڑھ جاتی ہے۔ چنانچہ آج کل امریکہ میں صدر ریگن کو یہی طعنہ دیا جا رہا ہے کہ یہ تو یونہی نام کا صدر ہے اصل تو اس کی بیوی صدر ہے یہاں تک کہ پچھلے دنوں انہوں نے بہت چڑ کر پریس کانفرنس میں اس کی تردید کی کہ نہیں میں ہی صدر ہوں میری بیوی کہاں سے صدر ہو گئی۔ پس قرآن کریم کے بیان کے مطابق دراصل وہی صاحب اقتدار تھی اس کا خاوند اُس کے پیچھے چلتا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے خاوند پر بہر صورت غالب دکھائی دیتی ہے۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کا نام تو نہیں لیا لیکن جب آپؐ نے یہ فرمایا کہ پاکباز مرد جس کو خوبصورت اور با اقتدار عورت نے بدی کی طرف بلایا اور پھر اس نے اس کا انکار کیا قیامت کے دن اسے خدا تعالیٰ کے سایہ میں جگہ ملے گی اس میں دراصل یوسفی شان کا خلاصہ بیان فرما دیا ہے۔

حقیقی پوشیدہ نیکی کا اصل محرک

پھر فرمایا چھٹے وہ سخی جس نے اللہ تعالےٰ کی راہ میں پوشیدہ طور پر اس طرح صدقہ دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوئی کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ دیکھیں صدقے کے مضمون میں بھی ایسے بے شمار نیک خرچ ہیں جن کو ہم نیکی کے نام پر کرتے ہیں لیکن بسا اوقات ان کے پیچھے دل

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کا جذبہ بھی شامل ہوتا ہے یعنی گو ریاء کی خاطر تو خرچ نہیں کر رہے ہوتے لیکن کسی کی غربت سے یا کسی کی تکلیف کو دیکھ کر دل درد مند ہو جاتا ہے اور ایک خاص جذبے سے متاثر ہو جاتا ہے تو ہم خرچ کر دیتے ہیں۔ لیکن شیطان موقع کی تلاش میں رہتا ہے جب خرچ کر رہے ہوتے ہیں اس وقت وہ داخل ہو جاتا ہے، کہتا ہے، ٹھیک ہے تم نے اچھے کام کی خاطر خرچ کیا تھا بڑی نیکی کی ہے اب ساتھ ہی اگر شہرت بھی ہو جائے تو کیا فرق پڑتا ہے، اس میں کیا حرج ہے، کہ بعد میں دنیا واہ واہ کرے کہ ہاں تم نے اس طرح خرچ کیا اور اُس طرح خرچ کیا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ ہر اُس سوراخ سے واقف تھے جس سے بدی داخل ہوتی ہے اور اپنی حفاظت فرما چکے تھے۔ اس لئے صاحب تجربہ تھے اور جانتے تھے کہ یہ انتہا ہے آزمائش کی۔ فرمایا کہ خدا کی بڑی باریک نظر ہے، وہ بڑی دور تک پہنچتی ہے۔ تم اگر خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہو تو کرتے ہو گے لیکن کبھی ایسا بھی تو خرچ کرو کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو تم نے خدا کی راہ میں کس طرح خرچ کیا۔

پس ایسا شخص جو ریاء سے کلیتہً پاک ہو آغاز میں بھی اور انجام میں بھی یعنی عطا کرتے وقت بھی اور ان کے محرکات کے لحاظ سے بھی جو عطا کرنے کے پیچھے کارفرما ہوتے ہیں تو ایسے شخص کو بھی پھر خدا کبھی نہیں بھلاتا۔ خدا اس کو ہمیشہ پیار اور محبت سے یاد رکھتا ہے اور جب قیامت کے روز بنی نوع انسان کو سایہ کی تلاش ہو گی تو خدا اس کو بھی سایہ کی طرف بلائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس رنگ میں خدا کے پیار کی باتیں سکھایا کرتے تھے کہ انسان کو خدا سے کس طرح تعلق بڑھانا چاہیئے اور خدا کا پیار کس طرح حاصل کرنا چاہیئے۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ میں یہ احساس بڑی شدت سے پیدا ہو چکا تھا کہ وہ کوئی نیکی کریں تو اس کے نتیجے میں دنیا میں ان کو واہ واہ نہ ملے، اور اگر ملتی بھی ہو تو وہ اس کا انکار کر دیں۔ چنانچہ صدقات دینے کے معاملہ میں عجیب و غریب روایات ملتی ہیں۔ بعض لوگ چھپ کر صدقہ دیتے اور پھر دوڑ جایا کرتے تھے تاکہ کسی کو پتہ ہی نہ لگے کہ کسی نے کسی کو دیا ہے اور کوئی ان کا شکریہ بھی ادا نہ کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کو ایسے سبق آموز گزشتہ واقعات تربیت کی غرض سے سناتے رہتے تھے۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رات کو نکلا کہ کسی کو چھپ کر صدقہ دے تو اس نے ایک فاحشہ عورت کو صدقہ دے دیا۔ دوسرے دن شہر میں باتیں شروع ہو گئیں کہ ایک فاحشہ عورت تھی ایک سیدھا سادا آدمی اس کو صدقہ دیکر بھاگ گیا۔ کبھی کسی اَور کو دے دیا اور کبھی کسی اَور کو۔ ایک دفعہ کسی امیر آدمی کو صدقہ دے کر بھاگ گیا اور اس کو اتنا بھی وقت نہ دیا کہ وہ واپس کرے کہ میاں مجھے کیا دے رہے ہو میں تو تمہیں دے سکتا ہوں۔

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تربیت کے نتیجہ میں عجیب جذبہ پیدا کر دیا تھا اس جذبے کے نتیجہ میں وہ لوگ خدا کے پیار کی باریک راہوں کو تلاش کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی اُن پر نظر ہوتی تھی یہاں تک کہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے ایسے لوگوں کا ذکر ہمیشہ کے لئے محفوظ فرما دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے .... کہ دیکھو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسے کیسے عشاق پیدا کئے ہیں .... وہ محض اللہ کی محبت کی خاطر مسکینوں کو بھی کھانا کھلاتے ہیں یتیموں کو بھی کھانا کھلاتے ہیں اسیروں کو بھی کھانا کھلاتے ہیں۔ اس کا عموماً یہ ترجمہ بھی کیا جاتا ہے کہ جب کھانا کم ہو اور غربت ہو اس کے باوجود خود نہیں کھاتے دوسروں کو کھلاتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب بھی صحیح ہے کیونکہ قرآن کریم کی دوسری آیت سے اس مضمون کو بھی تقویت ملتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے .... تم اعلیٰ درجہ کی نیکی نہیں پا سکتے جب تک کہ اُس مال میں سے خدا کی راہ میں خرچ نہ کرو جس سے تمہیں محبت ہے یعنی اس کی کمی محسوس کر رہے ہو یا بہت ہی زیادہ قدر و قیمت محسوس کر رہے ہو۔ گو یہ مضمون بھی درست ہے لیکن .... اگلی آیت یہ بتا رہی ہے کہ.... محض خدا کی محبت کی خاطر خرچ کرتے ہیں یعنی وہ اپنے جذبات کی بناء پر خرچ نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں کرتے ہیں۔ فرمایا ...... وہ جو نیکی کا خرچ ہے جس کی جڑیں انسانی دل کی تحریک میں ہوتی ہیں اس کے نتیجہ میں انسان طبعاً جزا اور شکر چاہتا ہے اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ جتنا زیادہ کوئی احسان کرتا ہے اُتنی زیادہ توقع رکھتا ہے کہ کوئی احسان مند ہو لیکن قرآن کریم کی روشنی میں حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی زندگی کا یہ پہلو خدا کی محبت کی طرح موڑ دیا اور انسانی فطرت سے گویا جڑیں نکال کر جس طرح ایک پنیری لگانے والا ایک دوسری زمین میں پنیری لگاتا ہے اسی طرح خدا کی محبت میں ہر انسانی سکون اور ہر انسانی حرکت کی پنیری لگا دی۔ ہم روزمرہ زندگی میں دیکھتے ہیں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بسا اوقات آپ سے بہت زیادہ خرچ کرتے ہوئے دکھائی دیں گے لیکن اُن کے خرچ کے محرکات اور ان کی وجوہات اور خرچ کے بعد کے ان کے انداز اور ان کی توقعات کچھ اور ہوتی ہیں۔ لیکن محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سوسائٹی پیدا کی ان کے افراد کے متعلق خدا گواہی دے رہا ہے کہ انہوں نے نیکیوں کے بارہ میں دل کے جذبات سے تعلق توڑ کر خدا کی محبت میں اُن کی جڑیں گاڑ دی ہیں۔ ہر چیز پر خدا کی محبت غالب آ گئی تھی اس لئے وہ کہتے ہیں .... ہم تمہیں بتا رہے ہیں ہمارا تم پر کوئی احسان نہیں کہیں سادگی سے یہ نہ سمجھ لینا کہ تم ہمارے احسان کے نیچے آ گئے ہو .... اللہ کی رضا کے لئے ہم یہ کام کر رہے ہیں اس کے پیار کی خاطر کر رہے ہیں اس لئے ہماری جزا وہ دے گا، وہ ہم سے پیار کرے گا، تم پر ہمارا کوئی احسان نہیں۔ نہ ہم تم سے کوئی جزاء چاہتے ہیں نہ تم سے کوئی شکر چاہتے ہیں۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوشیدہ طور پر صدقہ کرنے پر زور دیکر اس مضمون کو کھول دیا ہے کہ انسانی فطرت سے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ بے مقصد نیکی کرے۔ اور اگر کوئی شخص پوشیدہ نیکی میں انتہا کر دیتا ہے تو یہ بات یقینی ہے کہ اس کی نیکی کا محرک خدا کی محبت ہوتی ہے۔ پس اس مضمون کو خدا کی محبت سے اس طرح باندھ دیا ہے کہ اس سے زیادہ گہرائی کے ساتھ اور مضبوطی کے ساتھ کوئی مضمون خدا کی محبت میں باندھا نہیں جا سکتا۔ مائیں تو کہتی ہیں سُتّے پُتّر دا منہ کی چُمنا یعنی فائدہ کیا؟ ماں کا پیار بے ساختہ ہوتا ہے وہ چاہتی ہے کہ بیٹے سے پیار کرے تو کہتی ہے کہ سُتّے پُتّر دا منہ کی چُمنا یعنی جو سویا ہوا بیٹا ہے اس کے ساتھ پیار کرنے کا کیا فائدہ ——

لیکن حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کایا پلٹ دی کہ منہ چومنے کے لئے پُتّر کو پہلے سُلانے لگے جب ان کی آنکھیں بند ہو جاتی تھیں جب وہ غافل ہو جاتے تھے پتہ نہیں لگتا تھا کہ کون منہ چوم رہا ہے۔ تب خدا کے

Digitized By Khilafat Library Rabwah

نام پر وہ اُن کے منہ چومتے تھے، غریبوں کو سینے سے لگاتے تھے۔ کیسی عظیم الشان کایا پلٹی۔ خالصۃً اللہ تعالیٰ کی محبت کے نتیجہ میں یہ حسن پیدا ہوا ورنہ کسی سوسائٹی میں ایسا عظیم الشان حسن پیدا ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

محبت الٰہی اور تقویٰ باہم لازم و ملزوم ہیں

پھر فرمایا ساتواں وہ مخلص آدمی جس نے خلوت میں اللہ کو یاد کیا اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور خشیت سے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کوئی دیکھنے والا نہیں کسی کو کچھ پتہ نہیں اکیلے میں اللہ یاد آیا اس کے پیار کی باتیں یاد آئیں اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کو بھی خدا کبھی نہیں بھولے گا قیامت کے دن جب کوئی اور سایہ نہیں ہوگا خدا کی رحمت کا سایہ اس کو بھی ڈھانپ لے گا۔ پس اگر تقویٰ سیکھنا ہے تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھیں۔ کیونکہ تقویٰ کی سب سے اعلیٰ اور سب سے زیادہ حسین صورت وہی صورت ہے جو محبت الٰہی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے گویا محبت الٰہی اور تقویٰ ایک ہی چیز کے دو نام بن جاتے ہیں۔

اس مضمون کا بقیہ حصہ (اللہ تعالیٰ نے چاہا تو۔ ناقل) آئندہ خطبہ میں بیان کروں گا کیونکہ یہ بہت ہی پیارا، بہت ہی بنیادی اور اہم مضمون ہے۔ میں چاہتا ہوں سو سالہ جشن سے پہلے پہلے جماعت تقویٰ کے زیور سے اس قدر مزین ہو چکی ہو کہ گویا ایک سجی ہوئی دلہن کی طرح ہو جائے۔ دلہن اپنے حسن اور سجاوٹ کی وجہ سے اپنے عروج پر ہوتی ہے۔ جماعت اس طرح اگلی صدی میں داخل ہو رہی ہو کہ وہ تقویٰ سے آراستہ پیراستہ ہو خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر مسعود احمد نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دار النصر غربی ربوہ سے شائع کیا۔
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

الفضل کے خریداران سے ضروری التماس

ادارہ الفضل ہفتہ میں الفضل کا ایک شمارہ خطبہ نمبر کے طور پر شائع کرتا ہے۔ جس میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ کا مکمل متن شائع کیا جاتا ہے۔ الفضل کے ایسے خریداران جن کے خریداری نمبر کے ساتھ انگریزی حرف K لکھا ہوتا ہے، ان کو صرف خطبہ نمبر ہی بھجوایا جاتا ہے۔ اگر ایسے خریدار روزانہ اخبار کے مستقل خریدار بننا چاہتے ہوں تو وہ اپنے خریداری نمبر اور اپنے شہر کے پوسٹ کوڈ نمبر سے ادارہ کو مطلع فرمائیں۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

AL-FURQAN MOTORS LIMITED.
AUTHORISED DEALERS OF NATIONAL MOTORS LTD
for Ganuine TOYOTA Parts

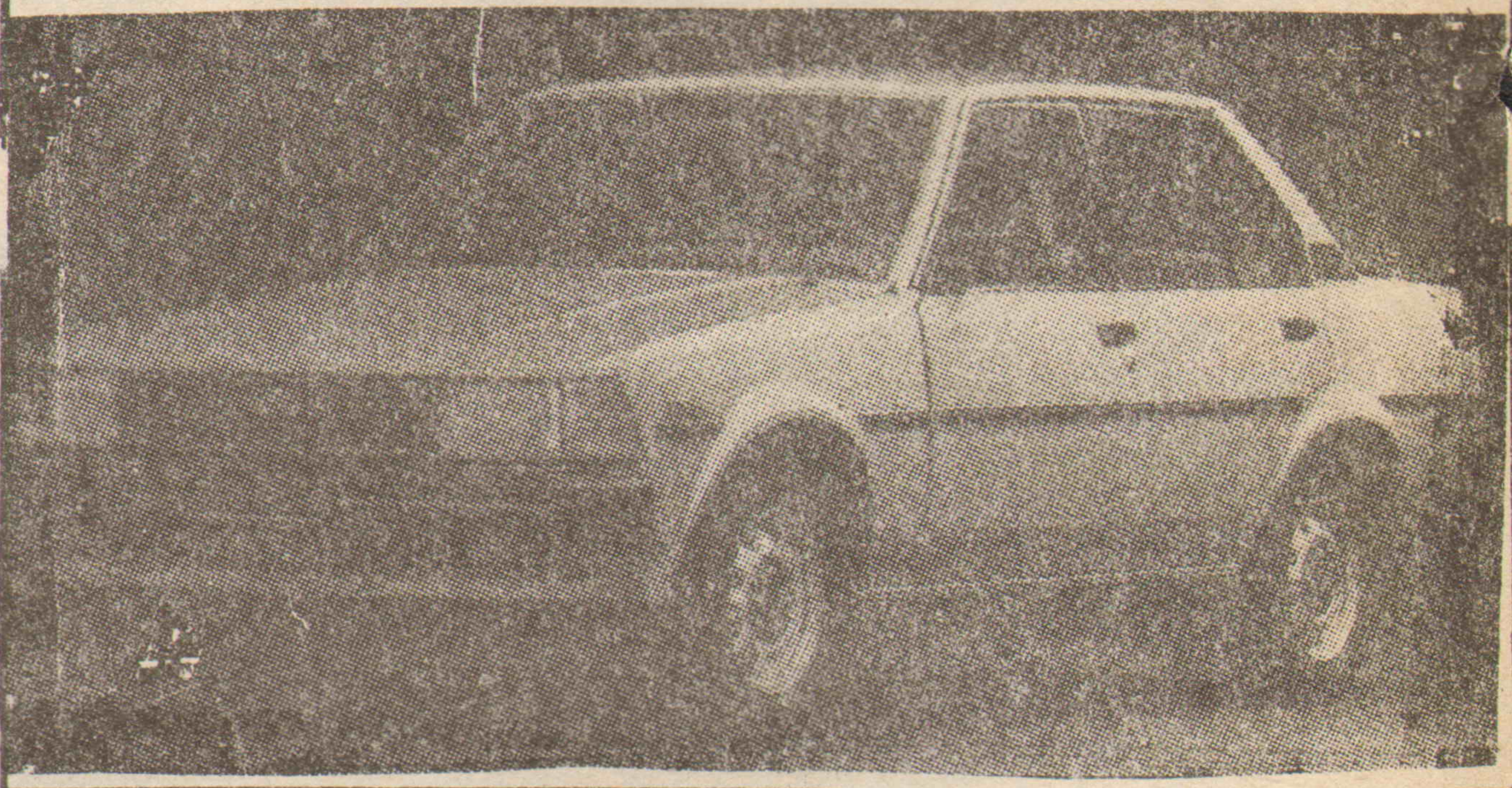

ٹویوٹا
گاڑیوں کے ہر قسم کے اصلی پُرزہ جات درج ذیل پتہ پر حاصل کریں۔

الفرقان موٹرز لمیٹڈ
۴۷۔ تبت سنٹر
ایم اے جناح روڈ
کراچی ۳
فون: ۷۲۴۶۰۶، ۷۲۴۶۰۷، ۷۲۴۶۰۹

انگریزی ادویات اور ٹیکہ جات کا مرکز۔
کنٹرول ریٹ پر اور بارعایت
بہتر تشخیص ✽ مناسب علاج
کریم میڈیکل ہال
گول امین پور بازار ۔ فیصل آباد

اکسیر اپھارہ (جانوروں کی دوا)
• فی پیکٹ ۳/- • درجن ۲۷/- علاوہ ڈاک خرچ۔ جانوروں کی امراض کے کامیاب علاج پر مشتمل لٹریچر ۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں
کیور ویٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ فون ۴۲۶

نرینہ اولاد سے محروم، بے اولاد، مرض اٹھرا کی شکار دکھیا عورتوں کے لیے
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
ہیڈ آفس: چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پوسٹ بکس ۲۲۲ فون: ۳۹۹۷

حکیم نظام جان صاحب کے فرزند حکیم انوار احمد جان
• ہر ماہ کی ۵-۶-۷ تاریخ کو کوٹھی ۱ دار العلوم غربی ربوہ
• ہر ماہ کی ۸ تاریخ کو بالمقابل شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤالدین
• ہر ماہ کی ۱۲ تا ۱۸ تاریخ کو ۲۔ بی روڈ شیش محل بس سٹاپ بالمقابل سندھی ہوٹل (یو بی ایل کے اوپر) لیاقت آباد ۱۰ کراچی ۱۹
اور
• ہر ماہ کی ۲۵ تا ۲۸ تاریخ کو چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ ملتان میں مطب فرماتے ہیں
ہر جگہ خواتین کیلئے معائنہ کا انتظام ہے
مینیجر: دواخانہ حکیم نظام جان
اقصیٰ چوک کالج روڈ ربوہ
فون: ۵۵۸

Digitized By Khilafat Library Rabwah

برانچیں

◄ اقصیٰ چوک نزد ڈیٹر بکس ربوہ
◄ چوک قلعہ کالروالہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ
◄ نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ ملتان
پوسٹ بکس ۴۹۸ فون ۳۱۰۲۶-۰۶۱
خواتین کیلئے معائنہ کا بھی معقول انتظام ہے

○ نرینہ اولاد سے محروم ○ بے اولاد ○ اٹھرا ○ سوکھا ○ گرمی ○ گیس کا علاج کرنیوالے

۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پوسٹ بکس ۱۹۰
۷۶۴۹۷، ۷۴۸۴۴-۰۴۳۱

زیرِ نگرانی: حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان

توسیع اشاعت الفضل کیلئے بھرپور تعاون کیجئے (مینجر)

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں

لوڈ شیڈنگ؟ فکر کیوں
فنکشنز ڈیکوریٹر پارٹی جنریٹر
عارضی لائٹ کا انتظام ہے۔ آرڈر آج ہی بک کروائیے
نیشنل الیکٹرک گولبازار ربوہ
نزد بیت المہدی
(پروپرائیٹر خلیل الرحمٰن)

معیاری بیکری کا نام
رحمٰن بیکرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون: 330
تقریبات کیلئے آرڈر پر بھی مال تیار کیا جاتا ہے

ہر گھر کی پسند
سویاں
نعمت
تیار کردہ: نعمت کرامت گول صابن والا
فون: پی پی ۲۳۲۵۸ فیصل آباد

ہمارے ہاں گاڑیوں کے ٹائر ٹیوب ولکنائز کیے جاتے ہیں نیز گاڑیوں کے سلنسر ویلڈنگ کیے جاتے ہیں اور سٹین لیس سٹیل کے برتنوں کو مضبوط ٹانکا لگایا جاتا ہے۔ کام تسلی بخش کیا جاتا ہے
منصور سائیکل اینڈ ویلڈنگ ورکس
(پروپرائیٹر، منصور احمد لوٹا) اقصیٰ چوک ربوہ

بے بی ٹانک
BABY TONIC
پیکنگ ۹۰ ٹیبلٹس قیمت ۸/- علاوہ ڈاک خرچ
کیور ٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون ۶۰۶/۷۷

•۔ نظر اور دھوپ کی عینکیں ارزاں اور مناسب قیمت پر خرید فرمائیں۔
•۔ عینکیں ڈاکٹری نسخہ کے مطابق لگائی جاتی ہیں۔
•۔ عام مرمت مفت کی جاتی ہے۔
داؤد بھائی چشمے والے
رحمت بازار۔ ربوہ

A COMPLETE RANGE OF DEEP FREEZERS

UNIVERSAL FREEZERS

▲ Ice Cream Cabinet
▲ Yogurt Freezers
▲ Bottle Freezers
▲ Deep Freezers

UNIVERSAL

Universal Appliances

P. O. Box 1400 Lahore Ph : 323751 Telex : 44912 TEKNO PK

ڈیلرز ربوہ: بھائی بھائی ٹریڈرز بالمقابل ایوانِ محمود ربوہ

گلشن بیکرز رحمت بازار ربوہ
اچھی صحت کا راز اچھی غذا
ہمارا تعاون آپکے خاندان کی صحت کا ضامن
گلشن بیکری
الناصر مارکیٹ نزد ایوانِ محمود جنوبی گیٹ ربوہ
تقریبات کیلئے مال آرڈر پر بھی سپلائی کیا جاتا ہے